ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

میر محمد حسین کلیمؒ: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

Mīr MUhammad Hussain Kalīm Dehlavī-Research and Critical Study

ڈاکٹر زاہرہ نثار

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

Dr. Zahira Nisar
Assistant Professor, Department of Urdu Encyclopaedia of Islam,
University of the Punjab, Lahore
zahiranisar6@gmail.com

Abstract :

Mīr Muhammad Hussain Kalīm was a classical poet of Mīr Taqī Mīr`s era. He directly learned poetic skills from Mir. He was also relative brother of Mīr. His son Tajallī Dehlavī was also a renowned poet. He write both in Urdū and Persian. He was so popular for his poetic Meter skills that he composed a book on it. Moreover professionally he was a soldier, had knowledge of medicines and his writing skills were both excellent in poetry and prose. In prose he translate Ibn-ul-Arabī's selected chapters of Fasoos-ul-Hukum. Qissa-e-Rangīn, Deh Majlis, Risala ʿAroozo Qawafī and Masnavī Qissa-e-Naṭ are also his valuable works. He had keen interest in Sufism thatwhy he translate Ibnul- ʿArabī. In Urdu poetry Just like other classical poets his Diwān has a large number of poetic genres but due to be a victim of rotation of Time now is noexistent. Memorendums of Urdū poets can turn the picture of that era by which we know Kalīm.

Key Words:Mīr Taqī Mīr, Ibn-ul-ʿArabī, Fasoos-ul-Hukum, Qissa-e-Nat, Poetic metres.

تلخیص:

محمد حسین کلیم عہدِ میر تقی میرؒ سے متعلق ایک نام ور کلاسیکی شاعر تھے۔انھوں نے براہِ راست میرؒ سے کسبِ فیض کیا۔وہ میرؒ کے برادرِ نسبتی بھی تھے۔ان کے فرزند تجلیؒ دہلوی بھی نام ور شاعر تھے۔انھوں نے اردو و فارسی ہر دو زبانوں میں سخن گوئی کی ہے۔فنِ عروض پر دست رس رکھتے تھے۔ان کا پیشہ سپہ گری تھا تاہم طب بھی جانتے تھے۔وہ نظم و نثر دونوں اصناف پر یکساں دست رس رکھتے تھے۔تصوف سے شغف رکھنے کے سبب ابن العربی کی فصوص الحکم کے کچھ ابواب اردو میں ترجمہ کیے۔قصۂ رنگین،دہ مجلس،رسالۂ عروض و قوافی اور مثنوی قصۂ نٹ ،اُن کے نمایاں کارناموں میں سے ہیں۔اردو شاعری میں ان کا دیوان دیگر شعراء کی طرح متعدد شعری اصناف سے مملو ہے تاہم گردشِ زمانہ کا شکار ہونے کے سبب ناپید ہو چکا ہے۔اردو تذکروں میں درج تراجمِ کلیمؒ سے ہی ہم کلیمؒ کے اس دور کی تصویر دیکھ سکتے ہیں۔

کلیدی الفاظ: میر تقی میرؒ،ابن العربی، فصوص الحکم، قصہ ٔنٹ، فنِ عروض۔

اسم گرامی، مولد و پیدائش:

شیخ محمد حسین نام، تخلص کلیم ولدیت میر محسن تجلیؒ میرؒ و میرزا سوداؒ کے معاصرین میں سے تھے۔دہلی شاہ جہان آباد کے رہنے والے تھے۔دہلی کے مشہور شعراء میں شمار ہوتے تھے۔میاں حاجی تجلیؒ دہلوی انھیں کے صاحب زادے تھے۔ان کے بارے میں تذکروں میں تاریخِ پیدائش اور وفات کے ضمن میں کوئی معلومات نہیں ملتیں۔مصحفیؒ نے اپنے تذکرۂ ہندی میں کلیمؒ کے ترجمے میں درجِ ذیل اہم معلومات پیش کی ہیں:

"محمد حسین کلیم تخلص والدِ میاں حاجی تجلی صاحبِ تصانیف بسیار است......" [1]

پیشہ:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

کلیمؔ کے کاروبارِ زندگی اور معاش کے ضمن میں مصدقہ معلومات کے راوی میر تقی میرؔ ہیں۔ وہ چوں کہ اُن کے برادرِ نسبتی تھے۔ اس لیے وہ اُن سے ذاتی طور پر بے حد قریب تھے۔ کلیمؔ کی شعری دست رس اور پیشے کے ضمن میں میر لکھتے ہیں:

"ایک شخص سپاہی پیشہ ہے۔ ریختہ میں اپنی وضع کا مانا ہوا شاعر ہے۔ صاحبِ دیوان ہے۔" [2]

اسپرنگر اور شیفتہؔ نے اپنے تذکروں میں ان کے کمالِ فن میں ایک اضافہ یہ بھی کیا ہے کہ وہ طب جانتے تھے، تاہم یہ معلوم نہیں ہے کہ انھوں نے فنِ طب کو بہ طور پیشہ بھی اختیار کیا ہو۔

سخن گوئی:

کلیمؔ کی سخن گوئی کی معرفت سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ میر تقی میرؔ کے قرابت داروں میں سے تھے۔ تذکرہ نویسوں نے تجلیؔ دہلوی کو میرؔ کا بھانجا لکھا ہے۔ اس لحاظ سے کلیمؔ، میرؔ کے برادرِ نسبتی تھے۔ تذکرۂ سراپا سخن میں انھیں شاگردِ میرؔ قرار دیا گیا ہے:

"......علم عروض سے ماہر...... باشندۂ دہلی صاحبِ دیوان شاگردِ میر تقی میرؔ......" [3]

ان کے شعری جوہر دورِ احمد شاہی میں منظرِ عام پر آئے۔ تذکرۂ نسخۂ دلکشا کے مطابق وہ دورِ احمد شاہی کے شاعر تھے[4]۔ اردو و فارسی ہر دو زبانوں پر دست رس رکھتے تھے۔ محمد خاں سرور لکھتے ہیں:

"کلیمؔ تخلص، میر محمد حسین، پدر میر محمد حسن تجلیؔ، یزنۂ میر محمد تقی میرؔ، متوطن شاہ جہان آباد، سید صحیح النسب شاعرِ زبردست، اشعارِ فارسی و ریختہ ہر دو می گفت، شریک دورۂ میر و مرزا ست۔ بہ شمار جرگہ اُستاداں بود......" [5]

عبدالغفور نساخ لکھتے ہیں:

"کلیم، میر محمد حسین دہلوی معاصر میر تقی صاحبِ دیوان گزرے، فارسی بھی کہتے تھے......" [6]

جس طرح غالبؔ نے کہا تھا:

طرزِ بیدلؔ میں ریختہ کہنا
اسد اللہ خاں قیامت ہے

اسی طرح کلیمؔ کے متعلق میر قدرت اللہ قاسم کا کہنا ہے کہ ان کی بیش تر غزلیات ریختہ مرزا عبدالقادر بیدل کی بحروں میں لکھی گئی ہیں۔

میر حسن نے کلیمؔ کی سخن گوئی اور قدرتِ بیاں کے ساتھ ساتھ حلیے کے بارے میں بھی مختصراً لکھا ہے:

"شاعرِ زبردست اور قدیم مشاق۔ میر محمد حسین، محمد شاہی جوان، رنگ گندمی، قد لمبا، خانِ آرزوؔ اور میر تقی سے قریبی رشتہ رکھتے تھے۔ شعر و شاعری کے فن میں استاد، نظم و نثر دونوں پر بے پناہ قدرت تھی......" [7]

فنِ تصوف:

تذکرۂ عشقی میں کلیمؔ کی قدیم محاورہ دانی کی مہارت کے ساتھ ساتھ انھیں فنِ تصوف میں اچھی دست گاہ رکھنے والا بتایا گیا ہے۔ جس کا سب سے اہم ثبوت محی الدین ابن العربی کی فصوص الحکم کا ریختہ میں ترجمہ تھا۔ ابن العربی کی یہ تصنیف خالصتاً موضوعاتِ تصوف پر محیط ہے:

"......فنِ تصوف میں اچھی دستگاہ رکھتے تھے۔ نسخۂ فسوس (فصوص) کا جو علمِ تصوف میں محی الدین عربی کی تصنیف ہے، ریختہ میں ترجمہ کیا...... الغرض آپ کی ذات شریف دہلی میں غنیمت تھی۔" [8]

ابن عربی کے مذکورہ بالا ترجمہ/تصنیف کے ضمن میں تذکرہ نویسوں کے ہاں مختلف آراء ملتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ انھوں نے اس کتاب کو رسالہ وار ترجمہ کیا۔ کتاب کے ترجمے کے کچھ حصے کرنے کے بعد نامکمل چھوڑ دیا۔ سخنِ شعراء میں نقل ہے:

"......اکثر رسالے شیخ محی الدین ابن العربی علیہ الرحمۃ کے اردو میں ترجمہ کیے ہیں۔" [9]

شیفتہؔ اسی ترجمے کی بابت لکھتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"...... کہتے ہیں کہ فصوص الحکم ...... کا ترجمہ ریختہ میں کیا......" [10]

قائمؔ چاند پوری کا کہنا ہے کہ کلیمؔ نے فصوص الحکم کے چار ابواب کو بہ صورت نظم ترجمہ کیا:

"......چناں چہ قبل ازیں دو سال خیالِ ترجمۂ فصوص الحکم، در سر داشت بلکہ قریب چہار باب ازاں در سلک نظم در کشیدہ، آخرھا بہ سبب بعضی موانع دست ازان اندیشہ باز داشتہ......" [11]

تذکرۂ شعرائے اردو از خیراتی لعل بے جگرؔ میں ترجمۂ کلیمؔ کی ذیل میں ترجمۂ فصوص الحکم اور مثنوی کی بابت درجِ ذیل معلومات مذکور ہیں:

"...... ترجمۂ فصوص الحکم قریب چہار ہزار بیت در فارسی ودہ مجلس ہندی ترتیب دادہ اش شہرت دارد و نیز مثنوی قصۂ نٹ در بحر فعلن فعلن فعلن فاع از بس خوب گفتہ......" [12]

خیراتی لعل بے جگرؔ کی معرفت نہ صرف فصوص الحکم کی چار ہزار فارسی ابیات کا پتہ چلتا ہے بلکہ فارسی مثنوی کے نام اور بحر کے بارے میں بھی قاری کو جو معلومات ملتی ہیں وہ کسی اور تذکرے میں مفقود ہیں۔

یادگارِ شعراء میں مذکورہ منظوم ترجمے کا ذکر ملتا ہے۔[13] تذکرۂ سراپا سخن میں رقم ہے:

"...... اکثر رسالے شیخ محی الدین عربی علیہ الرحمۃ کے زبان اردو میں ترجمہ کر کے ان کو سہل کر دیا ہے......" [14]

فنِ عروض:

کلیمؔ فنِ شاعری پر دست رس رکھنے کے ساتھ ساتھ عروضی بھی تھے۔ یادگارِ شعراء، تذکرۂ سرور، تذکرۂ نسخۂ دلکشا، تذکرۂ گلستانِ سخن، تذکرۂ شعرائے اردو از میر حسن اور تذکرۂ عشقی میں کلیمؔ کی دست رسِ عروض کا ذکر ملتا ہے۔ مثلاً دو تذکرے میں تذکرۂ عشقی کی بابت کلیمؔ الدین احمد لکھتے ہیں:

"...... رسالہ علم عروض و قوافی بہمان لسان ترتیب دادہ، ابواب افادات بروئے طالبان این فن کشودہ......" [15]

لطف لکھتے ہیں:

"...... ایک رسالہ عروض و قافیہ کا اس نے زبان ریختہ میں لکھا......" [16]

میر حسن، کلیمؔ کی دست رسِ عروض کی بابت لکھتے ہیں:

"...... عروض اور قافیہ میں ایک رسالہ ہندی لکھا......" [17]

نثر نگاری:

کلیم کی نثر نگاری کا جائزہ لیں تو سطورِ بالا میں فنِ عروض و قافیہ پر اُن کے اردو رسالوں کی بات ہو چکی ہے۔ جو یقینی طور پر نثر میں ہیں۔ مزید یہ کہ تصوف میں فصوص الحکم کا ترجمہ بھی اسی ذیل میں آتا ہے۔ ان کی نثر نگاری کی تیسری جہت نثری قصے کی تحریر ہے۔ جسے سرور نے قصۂ رنگین کا نام دیا ہے:

"......رسالۂ عروض و قوافی، ترجمۂ فصوص الحکم و یک قصۂ رنگین در نثر بہ زبان ہندی تصنیف نمودہ" [18]

جنمے جئے متر امان نے قصۂ رنگین کے علاوہ دہ مجلس کو بھی ان کی تصنیف قرار دیا ہے:

"کلیم محمد حسین پدر حاجی تجلی دہلوی، دہ مجلس و رسالہ عروض و قافیہ وغیرہ ہندی کتابیں جن کی تصنیف ہیں......" [19]

تذکرۂ شورش میں نقل ہے کہ کلیمؔ نے خصوصی اور "دہ مجلس" کا ترجمہ اردو زبان میں کیا ہے۔[20]

میر حسن نے ہندی نثر میں لکھی گئی کلیمؔ کی کتاب کا ایک جملہ اپنے تذکرے تذکرۂ شعرائے اردو میں نقل کیا ہے:

"...... ہندی نثر میں بھی ایک کتاب لکھی چناں چہ اس کا ایک فقرہ یاد رہا وہ لکھتا ہوں۔ جس وقت کہ احمد شاہ کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی اس کے بارے میں لکھتے ہیں: کل کے دن تھے بادشاہ اور وزیر، آج کے دن ہو بیٹھے ہیں اندھے ہو بصیر۔ ایسی دولت سے زنہار زنہار فاعتبروا یا اولی الابصار"۔[21]

یادگارِ شعراء میں نثری قصے کی تصنیف کی ذیل میں صرف اتنا لکھا ہے کہ "ایک قصہ بھی فصیح و بلیغ ریختہ نثر میں لکھا"۔ مصحفیؔ نے کلیم کو "صاحبِ تصانیفِ بسیار" لکھا ہے۔ گویا کلیمؔ نے فصوص الحکم، دہ مجلس کے ترجمے کے علاوہ عروض و قوافی پر رسالے بھی نثر میں تحریر کیے۔ مزید برآں "خصوصی" نامی تصنیف بھی کلیمؔ سے منسوب ہے۔

شعری مقام و مرتبہ:

کلیمؔ صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ قصائد، مخمس، رباعیات اور غزلیات ان کے دیوان کی زینت ہیں۔ قائمؔ چاند پوری اور میر تقی میرؔ جیسے قدر آور شعراء جہاں کلیمؔ کے فنی مقام و مرتبے کے معترف ہیں وہیں لطفؔ بھی حق داد ادا کرنے میں پیچھے نہیں رہے۔ شیفتہؔ البتہ کلیمؔ کی فارسی گوئی کے برعکس اردو گوئی کے معترف ہیں۔ بالعموم بیش تر تذکرہ نویسوں نے ترجمۂ کلیم میں اُن کی سخن گوئی کو سراہا ہے۔ چند آراء درج ذیل ہیں۔ قائمؔ لکھتے ہیں:

"...... اگر او را پہلوانِ میدانِ سخن گویند، رواست؛ و ہر چند کہ در قوت و قدرتِ سخن و ریش بر مبالغہ افزایند، بجاست......" دیوانِ غزل ضخیم دارد......[22]

میر لکھتے ہیں:

"...... ریختہ میں اپنی وضع کا مانا ہوا شاعر ہے۔ صاحبِ دیوان ہے جس میں قصائد مخمس اور رباعیات ہیں۔ اس کی طرز کسی اور کی طرز کے مماثل نہیں ہے۔ بیش تر وہ مرزا بیدل کی زبان میں بات کرتا ہے۔ اس کے تہہ دار شعر کو سمجھنے میں عاجز الکلاموں کی قوتِ فکر اپنی عاجزی کا اظہار کرتی ہے اور اس کی طبعِ رواں (تیز) دھارے کی مانند بہتی ہے اور اس کی فکرِ رسا آسمان کے اس پار جاتی ہے۔ اس کی فکر کا بازو معنی کی کمان کو زور سے کھینچتا ہے۔ اس کے پیچ دار اور پُرتاثیر اشعار تیرِ کاکل رُبا ہیں......"[23]

لطف لکھتے ہیں:

"......مشہور سخن ور ہے...... عہد دولت میں احمد شاہ بن فردوس آرام گاہ کے ایام اس کے شعر و شاعری کا تھا اور زمزمہ پردازانِ شاہ جہاں آباد کے ساتھ ہم صفیر و ہم نوا تھا...... صاحبِ دیوان اور شاعرِ شیریں بیان تھا......"[24]

عشقی لکھتے ہیں:

"قدیم محاورہ دانی کے ماہر شیخ محمد حسین ریختہ کے معنی یاب شاعر"[25]

میر حسن مذکورہ بالا شعراء کے برعکس انتہائی متوازن رائے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"...... شعر و شاعری کے فن میں استاد، نثر و نظم دونوں پر بے پناہ قدرت تھی...... شاعری میں اتنی قوت اور زور کے باوجود کلام میں نمک نہیں اس لیے ان کے اشعار مشہور نہ ہوئے......"[26]

یہی سبب ہے کہ مصحفیؔ نے تذکرۂ ہندی میں ترجمۂ کلیم میں قائمؔ کی حد سے بڑھی ہوئی مدح سرائی کے بارے میں لکھا ہے کہ "محمد قائم تعریفش در تذکرۂ خویش بہ مبالغہ نوشتہ۔" یہی وجہ ہے کہ شیفتہؔ نے اُن کے بارے میں معتدل رائے پیش کی ہے:

"کلیم تخلص میر محمد حسین، طور معنی پروری کے کلیم اور معجز سخن پروری کے مسیح اور شعرائے مسلم میں سے ہیں۔ متقدمین و متاخرین شعراء کے جرگہ میں میر تقی میر کے ہم پلہ...... دونوں زبانوں میں فکر سخن کرتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زبانِ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

فارسی میں ان کی فکر صائب اور زبان درست نہ تھی...... حاصل کلام ان کا ایک دیوان اور مثنویات یادگار ہیں جو نظر سے نہیں گزرے......" 27

کلیمؔ اپنے دور کے نابغۂ روزگار، صاحبِ دیوان، قادرالکلام اور بسیار گو شاعر تھے۔ نظم ونثر ہر دو اصنافِ سخن پر دست رس بھی رکھتے تھے۔ تاہم اُن کے شاگردوں کے بارے میں تذکرے خاموش ہیں۔ صرف یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ شاگردِ میرؔ تھے اور تجلّیؔ دہلوی اُن کے فرزند تھے۔ جو اپنے دور کے نام ور شاعر تھے۔ صاحبِ دیوان بھی تھے اور شاگرد بھی رکھتے تھے۔

وفات:

جس طرح کلیمؔ کی پیدائش کا تذکروں میں کوئی ذکر نہیں ملتا اسی طرح قطعیت سے تاریخِ وفات کی تعیین بھی نہیں کی گئی۔ مخزنِ نکات، نکات الشعراء جیسے تذکروں کے زمانۂ تصنیف میں کلیمؔ زندہ تھے اور ان تذکروں سے اس کی خبر بھی ملتی ہے۔ جب کہ نسخۂ دلکشا (۱۸۵۴۔۱۸۵۵ء)، تذکرۂ عشقی (۱۸۰۱ء)، تذکرۂ شعرائے اردو (۱۷۷۷۔۱۷۷۸ء)، تذکرۂ گلشنِ سخن (۱۷۸۰ء) اور یادگارِ شعراء (۱۸۵۰ء) میں باقاعدہ کلیم کی تاریخِ وفات کا ذکر ملتا ہے۔ اگر تاریخی ترتیب سے دیکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ تذکرہ شعرائے اردو (۱۷۷۷۔۱۷۷۸ء) از میر حسن کی تصنیف سے قبل کلیم وفات پاچکے تھے۔ چنانچہ چہ قیاساً یہ کہا جاسکتا ہے کہ کلیمؔ کا زمانۂ وفات آغاز ربع آخر اٹھارویں صدی عیسوی ہے۔

تذکروں میں درج کلامِ کلیمؔ:

چھپا ہے **آ مرے** چشمِ پر آب میں دریا — (مری: نکات الشعراء)
کسی نے دیکھا ہے اب تک حباب میں دریا — (کہیں نہ = //)

ہو چکا حشر گئی **جنت ودوزخ** کو خلق — (دوزخ و جنت= تذکرۂ گلزارِ ابراہیم)
رہ گیا میں ترے کوچے میں گرفتار ہنوز

درازیِ شبِ ہجراں وزلفِ یار کلیمؔ
مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے **رات** آنکھوں میں 28 — (بدون واؤ= عمدۂ منتخبہ)
(رین= تذکرۂ گلزارِ ابراہیم)

ہر تار پیچ زلف کے عالم کی جان ہے
گویا یہ اژدھا تھا کہ سب کو نگل گیا

تجھے برق وخار سے کام کیا جو **تو چاہے** حق کو تلف نہ کر
یہ ازل کے دن سے نصیب ہے کفِ پائے آبلہ دار کا — (حیاہے= نکات الشعراء)

آتی ہے دل پہ قلقلِ مینا سے اب شکست
وہ دن گئے کلیمؔ کہ یہ شیشہ سنگ تھا — (لگتی= گلزارِ ابراہیم)
(وے= //)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

غرورِ حسن **ممکن نہیں کسی** کی داد کو پہنچے
غرض **تم** سن چکے احوال ہم فریاد کو پہنچے

...
(**کیا ممکن= تذکرۂ گلزارِ ابراہیم)**
(کسو= عمدۂ منتخبہ)
(ہم= تذکرۂ گلزارِ ابراہیم)

نہ چھونا مجھ کو اے بے درد سخت ہاتھوں سے
دل گداختہ ہوں آہ! درد کرتا ہوں

قافلے کتنے گئے کوئی نہ سمجھا کیا ہے
شور کر کہتی رہی بانگِ درا کیا کیا کچھ

اب ہر دم شمردگی سے مجھے کاروبار ہے
ہر دم مرے حساب میں روزِ شمار ہے

یہاں تئیں (ہے) جنوں نے نمک فشانی کی
کہ میرے داغ سے جوئیں بھی ہیں پانی کی [29]

گو روضۂ رضواں کو **میں** اک آن میں دیکھا
جب گل کی طرح جھانک گریبان میں دیکھا

(سو، پھر= عمدۂ منتخبہ)(سو روضۂ رضواں کو ٹک= تذکرۂ شورش)

قبر میں بھی لیے ہمراہ گیا اپنے کلیمؔ
آہ کیوں دردِ دل اپنا نہ کسی کو سونپا

رکھتا ہے زلفِ یار کا کوچہ ہزار پیچ
اے دل سمجھ کے جائیو ہے راہ **مار** پیچ

(با= عمدۂ منتخبہ)

تذکرۂ شورش میں شعرِ مذکور کے مصاریع مخلوط الترتیب ہیں۔ یعنی مصراع اولی، ثانی اور مصرعِ ثانی، مصرع اولی آیا ہے۔ پھر ردیف کی یکسانیت کے سبب یہ قیاس کرنا مشکل ہے کہ مصرع اولی کون سا ہو گا۔ معانی کے لحاظ سے بھی دونوں، مصاریع کو ادل بدل دیا جائے تو کوئی خاص تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ شاید یہی سبب ہے کہ دونوں تذکروں میں مصاریع کا التباس ملتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

پوچھ مت غم کی داستاں اے دل

کہ پڑا ٹوٹ آسماں اے دل

پیری کی بھی سیر کر گئے ہم

اس پل سے بھی بس گزر گئے ہم

واں غصہ ہوئے رقیب پر تم

یاں مارے ادب کے مر گئے ہم

اس کے ابرو کی اگر تصویر کھینچا چاہیے

اول اپنے قتل پر شمشیر کھینچا چاہیے

عرق ہے **منہ پر ترے** یا گلاب ٹپکے ہے　　(نہیں ترے روسے = مجموعۂ نغز)

عجب ہے **مجھ کو کہ** شعلہ سے آب ٹپکے ہے　　(یہ بات ہے = //)

تجھے میں آنکھوں میں کیوں کر رکھوں کہ ہے برسات　　(رکھوں میں کیوں کہ تجھے چشم میں = تذکرۂ شورش)

پھر ایسا گھر کہ یہ خانہ خراب ٹپکے ہے[30]

مری مژہ کو ہے تاکِ بریدہ سے نسبت　　(یہ ایک گھر ہے سو = //)

لہو کہ چشم سے ہر دم شراب ٹپکے ہے[31]

رباعی

گل رو تو چمن میں اچپلی سے نہ گیا

یہ دل بھی **کلی سے** بے کلی سے نہ گیا　　(کی = تذکرۂ گلشنِ سخن)

جو کوئی گیا **دل کو گیا چھوڑ** یہاں　　(چھوڑ گیا دل کو = //)

دل سے تو کوئی تیری گلی سے نہ گیا

رباعی

دنیا کے ہاتھ سے جو دل ریش ہیں ہم

اس واسطے یہاں عاقبت اندیش ہیں ہم

دنیاداری و نوکری محنت و کسب

جب کچھ نہ بنا کہا کہ درویش ہیں ہم[32]

تا صبح تجھ بغیر عجب میرا رنگ تھا

روشن تھی شمع آہ دل اس پر پتنگ تھا

تو نہ آیا باغ میں شمشاد غم سے ختم ہوا (خم= تذکرۂ شعرائے اردو)
طوق قمری کا فغاں سے حلقۂ ماتم ہوا
کس پریشان نے قدم رکھا ہے پیچ وتاب سے
جادہ آتا ہے نظر جوں زلف کچھ برہم ہوا (کج= تذکرۂ شعرائے اردو)
چھپا آ مری چشمِ پُر آب میں دریا[؟]
کسی نے دیکھا ہے اب تک حباب میں دریا

اب دم شمردگی سے مجھے کاروبار ہے
ہر دم مرے شمار میں روزِ شمار ہے

عرق نہیں ترے روسے گلاب ٹپکے ہے
عجب یہ بات ہے شعلے سے آب ٹپکے ہے
رکھوں میں کیوں کر تجھے کہ ہے برسات[؟]
پھر ایسا گھر کہ جو خانہ خراب ٹپکے ہے[33]

عمدۂ منتخبہ اور گلزارِ ابراہیم میں درج تراجمِ کلیم کے یہ دو اشعار ماسوائے ردیف کے خاصے تفاوت کے حامل ہیں۔ یہاں حرفی ،دو حرفی یا سہ حرفی اختلاف کے علاوہ معنوی اختلاف بھی سامنے آتا ہے۔ اس لیے اختلافِ متن کی وضاحت کرنے کے برعکس دونوں طرح کے انتخابات شامل کر دیئے ہیں تاکہ اختلافِ نسخ کا واضح اندازہ ہو سکے ان اشعار میں سب سے اہم عمدہ منتخبہ کا تیسرا مصرعہ ہے جس میں سوالیہ نشان دیا گیا ہے۔گلزارِ ابراہیم میں یہ مصرع وزن میں ہے۔

تجھے میں آنکھوں میں کیوں کر رکھوں کہ ہے برسات

جب کہ سرور سے آنکھوں کا لفظ بہ وجوہ منہا ہو جانے سے مصرع بے وزن ہو گیا ہے جس سے مرتب کو سوالیہ نشان لگانا پڑا ہے۔ سرور نے گلزارِ ابراہیم کے برعکس ترجمۂ کلیم میں اس غزل کے تین اشعار پیش کیے ہیں:

مری مژہ کو ہے تاکِ بریدہ سے نسبت
لہو کی جس سے کہ ہر دم شراب ٹپکے ہے

دیوانہ ترا وادی پر اپنی اگر آوے[؟]
منہ دیکھو فلاطون کا جو عہدے سے بر آوے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

نیرنگیِ جمال سے حیرت نشانہ ہوں
طاؤس جلوہ زار ہوں آئینہ خانہ ہوں

مانند... گو نہیں گیرائی مجھ کو لیک　　(ہَلہ= مجموعۂ نغز)
اس ترک مومیاں کی کمر کا میں شانہ ہوں

جوں شمع عمرِ رفتہ کا **کرتا ہوں انتظار**　　(ہوں منتظر میں آہ= //)
رنگ **بریدہ** کا **یہ** خیال آشیانہ ہوں[34]　　(پریدہ، بہ= //)

تا صبح تجھ بغیر عجیب میرا رنگ تھا
روشن تھی شمع آہ دل اس پر پتنگ تھا

نہ کچھ برا ہوا پرویز کا نہ شیریں کا　　(پہ= تذکرۂ ریختہ گویاں)
ترے ہی سر ہے اے فرہاد جو ہوا سو ہوا

نشاں مجھ دل کا مت پوچھو یہ مجنوں
کہیں اس طرف ویرانے کے ہوگا

جو صدا آتی ہے اس وادی سے ہے سینہ خراش
یہ کوئی دل روتا جاتا ہے نہیں بانگِ جرس

مانندِ سرو ہوں کہ نہ گل ہے نہ بر مجھے
بے کار باغ ہوں **پہ** سزاوار باغ ہوں[35]　　(نہ= نکات الشعراء)

میں بانکپن سے تیرے نہیں ڈرنے کا رقیب
گر دل میں ہے تو مجھ کو بھی للکار دیکھنا

سوز غم کھا چکا ہے دل اس پر جگر جلا
کہتا ہے مجھ کو زخم ہے **ایک** آرزو ہنوز[36]　　(اک= نکات الشعراء)

لغزش مستی سے گرائے بے خبر اور سجدہ کر

یا برنگِ شیشہ ہو جا چشم تر اور سجدہ کر

سر بھی ہے تیغ بھی ہے لگانا ہے تو لگا

کہیو نہ جان **پھیر** کہ یہ جی چھپا گیا (پھر = //)

اے شمع تیری باری ہے شب کو کہ شام تک

اپنے دنوں کو جتنا میں رونا تھا رو چکا

طریقِ عشق میں مجنوں و کوہ کن **کی نہ پوچھ** (کے نہ کہہ = //)

ہزاروں ہو گئے غارت **تو** ایک دو معلوم (سو = //)

رنگ اڑا مرجھا گیا اور **گر پڑا** شرمندہ ہو (چھڑ، ہوا = //)

تجھ **ستی** گل پر ہوئی کیا کیا خرابی باغ میں (سیتی = //)

صبح دم گلشن میں صاحب تم نے زلفیں کھولیاں

لے گئی بادِ صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

جامہ زیباں اس زمانے کے نپٹ صیاد ہیں

لے گئے دل گھیر لمبے دامن اونچی چولیاں

تری جناب میں آیا ہوں یا الہ نہ پوچھ

یہی کہ بخش دے اور مجھ سے کچھ گناہ نہ پوچھ

کوئی گل کا **نہیں عاشق** یہ داغ مجھے بس ہے (میں عاشق نہیں، میں = نکات الشعراء)

جاتا ہوں گلشن سے بلبل نہ ہو آرزدہ

بات اس کی زباں پر آئی

پھر خرابی جہان پر آئی

پیر کیوں ہو گیا ہے اتنا کلیمؔ

کیا بلا اس جوان پر آئی [37]

بوسہ بھی چیز ہے اے میری جان اس قدر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

جس پر رہے ہو ہم سے بُرا ان اسے اس قدر

ہم گم ہوئے ہیں ضعف سے جوں بو میانِ باغ
پھرتا ہے رنگ گل کہ ہمارا کرے سراغ

تم جام دو پیارے کیوں کر کریں نہیں ہم
خونِ جگر تھا تو بھی پی ہی گئے وہیں ہم
تو یار مل کے ہم سے جب ایک ہو گیا ہو
کس کو **بعید جانے** کس کو کہیں قریں ہم (مانیں= نکات الشعراء)
تم ہو تو ہم کہاں ہیں ہم ہیں تو تم کہاں ہو
یا تم **ہیں** سب ہو ہم ہیں **یا ہینگے** سب ہمیں ہم (ہی، سب کے= //)

نے وطنبور میں تو **شور یہ** معلوم اے مطرب (یہ سوز تو= //)
کسی کا دل ہوا ہے شاید اس پردے میں آنالاں

عمرِ رفتہ کا نہ پایا کھوج ہر گز اے کلیمؔ
آپ کو جوں شمع میں ہر انجمن میں گم کیا
دیگر
ہر چند لگاتے ہیں بتاں گل منہدی
تیرے ہی قدم تلے گئی رُل منہدی
ہیہات کہ کس طرح کا ہو گا وہ ہاتھ
جس ہاتھ سیتی داغ ہوئی گل منہدی[38]

ہر تار پیچ زلف کے عالم کی جان ہے
گویا یہ اژدھا تھا کہ سب کو نگل گیا
قربان اس کو اکڑ کے عجیب یہ مروڑ ہے
آشفتہ ہو گئیں یہ زلفوں سے بل گیا

کیا رقیبِ پردہ در کے آج میں ماری ہے میخ
حلقۂ دَر کے نمط گھر سے اسے بیروں کیا

نقاب اپنے رخ کا جو تو باز کرتا (سے= تذکرۂ سرور)
تو گل اپنی خوبی پہ کیا ناز کرتا
وفا کا ہوں پر بستہ نہیں توڑ پنجرا
چلا جاتا جنگل کو پرواز کرتا

لگا جب غیر سیتی ہم طبق ہونے وہ مہمان کش
وہ اپنے ہاتھ دھوتا تھا، میں اپنے ہاتھ ملتا تھا

کیا ہوا زلف سے گرہ کھولی
مرے سر کا تو یہ گرہ نہ گیا

وہی ایک ہے جوان دونوں گھروں میں خلق ڈھونڈے ہے
پس اے زاہد اگر مسجد سے بُت خانہ ہوا تو کیا

زبانِ موج سے یوں بحر کہتا تھا حبابوں سے
کہ اپنا سر ہی کھاتا ہے جہاں میں جن سے سر کھینچا

وہ نازک تن لطافت سے کسی کو نہیں نظر آتا
مقرر ایک جا تو ہے نہ کیا جانے کہاں ہو گا

وہی دیر، وہی بت، وہی مالا
یہی انشاء اللہ تعالی

پاس ناموس محبت ہے مجھے از بس کلیمؔ
باغ میں نہ جاؤں نہ ہر گز بے رضائے عندلیب

دنیا نہ کر جوانوں سے یہ بوڑھا چو چلا
مدت سے ہم تو چھوڑے پھریں ہیں تجھے نپٹ

ہمیں تو پاؤں پر بھی سر کے رکھنے کو نہ فرمایا
ملیں ہم خاک میں اور لے ترا دامان یا قسمت

برق نظارہ سے از بسکہ جلا ہوں نکلے
نگہ کرم جو کوئی ڈھونڈے مری خاکستر
لالہ و گل سے مجھے کام کیا میری وحشت
مجھ اوپر لائی ہے یک رنگ سے رنگ دیگر

زلف کو خواب میں دیکھا تھا جنوں سے شب کو
صبح بیدار ہوا پائی گلے میں زنجیر

جوں کعبتین گھر میں مرے گل ہی سے بساط
یک مشتِ استخواں ہوں اور شش جہت سے داغ

جو دینا تھا مانگے بغیر از دیا ہے
کٹے وہ زباں جو کہ اس پر ہو سائل

ہم سے پوچھو ہو پیوتے ہو شراب
ایسے کیا شیخ و پارسا ہیں ہم

جب اصل مذاہب کو واعظ سیتی ہم پوچھا
تب ہم سے لگا کہنے قصہ و حکایتیں

قطعہ

جمہ کو کہتا تھا واعظ سے کھڑا رندِ مست
کچھ نظر میں تجھے بھی سود و زیاں ہے کہ نہیں
یہ سخن ہے کہ نہ پی مے سو وہاں پیوے گا
یہاں تو پی لیجیے کیا وہاں ہے کہ نہیں

کسی سے بھی نہ ملیے ایک گوشے میں پڑے رہیے
یہ فرصت یہاں تو نہیں ملتی ہے مر جانے میں ہو تو ہو

تیر ہے یا سناں ہے تیری نگاہ
ہو گئی پار مجھ جگر کے آہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

تواے بارانِ رحمت اوج میں آموج سے اپنی
کہ یک قطرے میں میری کشت کا بھی کام ہو جاوے

جہاں میں پہ میں نہیں جانتا کہاں تو ہے
پر اتنا جانوں ہوں سب تو ہی ہے جہاں تو ہے

میں کہتا تھا ساقی ایاغ اب کہاں ہے
نپٹ دیر کے تئیں دماغ اب کہاں ہے

دل پھر رہا ہے آبلۂ پا کی جوں کلیمؔ
جُز خارِ دشت کے میرا غم خوار کون ہے [39]

حاصلِ کلام:

میر محمد حسین کلیمؔ دہلوی کے مطالعۂ کلام سے آشکار ہے کہ وہ ملکۂ شعر گوئی اور قدرتِ بیان رکھتے تھے۔ اُن کے اشعار میں درد مندی، انکساری، عاجزی، تصوف، اور عشق و محبت کے عناصر کا امتزاج ملتا ہے۔ وہ عرفانِ ذاتِ الٰہی کے متلاشی دکھائی دیتے ہیں۔ عشق و محبت کے اظہار کے لیے کلاسیکی، رمزیات و لفظیات کا سہارا لیتے ہیں۔ اسی ضمن میں خمریات ایک الگ باب کے طور پر اُن کی شاعری کا حصہ دکھائی دیتا ہے۔ قلقلِ مینا اور تاک بریدہ خالصتاً خمریات کے گوشے ہیں۔ سب سے بڑھ کر ''کھولیاں'' ، ''جھولیاں'' اور چولیاں قوافی کے حامل اشعار خالصتاً رنگِ میرؔ کے ترجمان ہیں۔

مجموعی طور پر کلیمؔ کے کلام میں رنگِ استادی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ گو کہ ان کا کلام دست بردِ زمانہ کا شکار ہو چکا ہے اور اُن کا نثری سرمایہ بھی موجود نہیں ہے اس لیے اُن کے فنی مقام و مرتبے کا حقیقی تعین ممکن نہیں ہے۔ تاہم اردو تذکروں کے توسط سے تراجم کلیمؔ کی بدولت ہم اُن کی ذات کے چند خفیہ گوشوں اور کلام کی چند رنگینیوں کی جھلک دیکھنے کے قابل ہو پاتے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ تو ہوتا ہے کہ وہ گو میرؔ کی طرح کے قد آور شاعر نہ بھی ہوں تاہم وہ اتنے ہیٹے بھی نہیں تھے کہ اردو شاعری کی تاریخ میں اپنا نام اور مقام نہ بنا سکتے۔ پھر تذکرہ نگاروں کی متعدد آراء سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ کلاسیکی شعراء میں اول درجے کے شعراء میں شمار ہوتے تھے۔ پھر کسی دور کے بڑے شاعر کے ساتھ اُس دور کے دیگر شعراء کا موازنہ اس لیے بھی روا نہیں ہے کہ میرؔ جنھیں خدائے سخن کہا جاتا ہے وہاں اس قسم کا شرک کیسے گوارا ہو سکتا تھا۔ یہی سبب ہے کہ میرؔ کے دور میں دیگر شعراء اپنا نام نہ بنا سکے اور وقت کی گرد میں گم ہو گئے۔

Refrences:

1 Mushafī, Gulām Hamadānī, *Tazkira-e-Hindī*, Anjuman-e-Taraqī-e-Urdu, Aurangabad (Deccan) 1933 AD, P. 197.

2 Meer, Meer Taqī, *Tazkira Nisat-us- Shoara*, Hamīda Khatōn (tr.) J. K. Offist printers, Dehli-1994AD, P. 47.

[3] Mohsin, Sayed mohsin ʿAlī Mosvī, *Talkhees Tazkira Sarapa Sukhan*, Sulemān Hussain, Sayed Dr, (ed.), Nizami press, Lakhnow 1938AD, p. 163.
[4] Armān, Jamme Jaye Mitr, *Tazkira Muskha-e- Dilkushā*, Raees Anwar Rahmān (ed.), ʿIlmī Markaz, Deoband 1979AD, P. 163.
[5] Saroor, Mīr Muhammad Khan, *Tazkira-e-Saroor,* Urdū Deptt Dehlī Unirversity, Dehlī 1961AD, p.527
[6] Nasakh , Abdul Ghafoor, *Tazkira Sukhan-e-Shoara*, Aṭa Kakvī (ed.), ʿAzeem-us- Shan Book Depot, patna 1972 Ad, p. 172.
[7] Mīr Hassan, *Tazkira-e-Shoara-e-Urdū,* ʿ Aṭa Kakvī (tr. Ed.) , ʿAzeem-us-Shan Book Depot, Patna 1971AD, p. 81.
[8] ʿIshqī ʿAzeem Aābadī, *Tazkira-e-Ishqī,* ʿAṭā Kakvī (tr.ed) , Raees Idara Tehqeqaat, Paṭna 1969 AD, P. 113.
[9] Nassakh, Abdul, *Ghafoor, Sukhn-e-Shoarā,* Aṭā Kakvī (ed.) UttarPardesh Urdū Academy, Lackhnow 1982 Ad, p.398.
[10] Shaifta, Mustafa Khān, *Gulshan-e-Be Khār,* Ahsān-ul-Haq Farooqī (tr.), All pakistan Educational conference, Karachī 1962AD, P. 378.
[11] Qayem Chandpurī, *Tazkira Makkzan-e-Nikāt,* Iqtidā Ahsen prof. Dr. (ed.) Majlis-e-Taraqī-e-Adab, Lahore 1966 Ad, P.113,114.
[12] Bē Jigar, Khairatī Lāl, *Tazkira-e-Shoara-e-Urdū,* S. V. Kaleem.M. Hussain, Microfilm, Accession No. 9414, Sr. No. 464 occupation in Panjab Univeristy Main Liberary Lahore.
[13] Ishpringer, *Yadgar-e-Shoarā,* Uttar Pardesh Urdu Academy, Lackhnow 1985 AD, p. 143.
[14] Mohsin, *Talkhees Tazkira Sarapa Sukhan*, p. 163.
[15] Shorish ʿAzeem Aābadī, ʿAshqī, ʿAzeem Aābadī , *Do Tazkire* (vol.2) Kaleem-ud-Dīn Ahmed (ed.), Letho press, Patna 1963 AD. P.161, 163.
[16] Luṭf, Mirza ʿAlī, *Tazkira-e-Gulzar-e-Ibrahim,* Zōr, Mohayuddin, Dr. Sayed (ed.), Muslim University, ʿAlī Garh 1934 AD, P. 205.
[17] Meer Hassan, *Tazkira-e-Shoara-e-Urdū*. P. 81.
[18] Saroor, *Tazkira-e-Saroor*, p. 527.
[19] Armān, *Tazkira-e-Nuskha-e-Dilkusha,* Raees Anwar Rehmān, ilmī Markaz, Deoband 1979AD. p 163.
[20] Shorish ʿAzeem Aābadī, *Tazkira-e-Shorish,* Mehmood Ilahī, dr. (ed), ʿAsim ʿAzmī, Muhammad (tr.) Qoumī council Bare Frogh-e-Urdū Zabān, New Dehlī 2015, p. 378.
[21] Meer Hassan, *Tazkira-e-Shoara-e-Urdū,* p.81.
[22] Qayem Chandpurī, *Tazkira-e-Makhzan-e-Nikat,* p. 113,114.
[23] Meer, *Nikat-us-Shoara*, p.47.
[24] Luṭf, *Tazkira-e-Gulzar-e-Ibrahīm,* p. 205.
[25] ʿIshqī ʿAzeem Aābādī, *Tazkira-e-Ishqī,* p.113.
[26] Meer Hassan, *Tazkira-e-Shoara-e-Urdū,* p.81.
[27] Shaifta, *Gulshan-e-Be Khār,* p. 378.
[28] Nasakh, Abdul Ghafoor, Sukhn-e-Shoara, Munshī Nawal kishor, Lakhnow 1874AD, p. 398.
[29] Luṭf, *Tazkira-e-Gulzar-e-Ibrahīm,* p. 205,206.
[30] Luṭf, *Tazkira-e-Gulzar-e-Ibrahim,* p. 205-206.
[31] Qasim, Meer Qudratullah, *Majmaooa-e-Naghz,* Sheranī, Mehmood, Hafiz (ed.), Matba Kareemī press, Lahore 1933AD, P.141.
[32] Saroor, *Tazkira-e-Saroor*, p.528,529.
[33] Saroor, *Tazkira-e-Saroor*, p. 529.
[34] Shorish ʿAzeem Aābādī, *Tazkira-e-Shorish*, Mehmood Elahī Dr, (ed.) ʿAsim ʿAzmī, Muhammad (tr.), Qoumī council Bara-e-Farog-e-Urdū Zabān, New Dehlī 2015AD, 278-280.
[35] Gazdezi, Fateh ʿAlī Hussain, Sayed, *Tazkira Rekhta Gayān,* Akber Haidrī Kashmirī, Dr, (ed.), Uttar Pardesh Urdu Academy, Lackhnow 1980AD, p. 148, 149.
[36] Mubtala Lakhnavī, *Tazkira-e-Gulshan-e-Sukhan,* p. 202, 203.
[37] Meer Hassn, *Tazkira-e-Shoara-e- Urdū,* Habib-ur-Rehman, Sharwnī (ed.) Muslim University press, ʿAlī Garh 1922AD, p. 164.
[38] Qasim, *Majmooa-e-Naghz*, p.47-50.
[39] Meer, *Nikatus-shoara,* p. 47.51.